فرمائیں تو جواب ملا کہ ہاں لکھیں گے، دے دیں گے مگر کب؟ مجلّہ فقہ اسلامی کی اشاعت کا یہ پانچواں سال ہے اب تک تو کوئی مضمون نہیں دیا جناب نے، فرمایا اچھا لکھیں گے مگر.............. تقریروں، تعویذوں اور مریدوں سے فرصت ملے تو لکھیں۔

اس صورتحال کے پیش نظر کبھی کبھی خیال آتا ہے کہ رسالہ بند کر دینا چاہیئے، جب لکھنے والے ہی نہیں تو پڑھنے والوں کو کیا دیا جائے؟

اگر کبھی کسی علمی و تحقیقی موضوع پر کسی غیر بریلوی عالم کا مضمون شائع کر دیا جائے اگر چہ وہ مسلکی اختلاف سے پاک اور کسی اختلاف بحث سے مبرا ہی کیوں نہ ہو تو فوراً **explanation** کال ہو جاتی ہے کہ ارے میاں دوسروں کے مضامین چھاپتے ہو؟

تو بھئی آپ اس موضوع پر لکھ بھیجئے ہم آپ کے مضامین چھاپ دیں گے۔ مگر صاحب خود لکھیں گے نہیں اور کسی دوسرے کی علمی و تحقیقی بات کو بھی گوارا نہیں کریں گے۔ ابھی چند روز قبل ایک صاحب کا فون آیا کہ وہ فلاں مضمون جو چھپا ہے آپ کے رسالہ میں اس میں فلاں حدیث وہ ہے جس سے وہابیہ استدلال کرتے ہیں آپ کے ہاں کیوں اس سے استدلال کیا گیا؟ ہم نے کہا اولاً تو استدلال مضمون نگار نے کیا ہے ہم نہیں اور مضمون نگار کی رائے یا استدلال سے ہمارا متفق ہونا لازم نہیں، ثانیاً احادیث نبویہ تو احادیث ہیں کوئی بھی ان سے استدلال کرے، آپ غلط استدلال کو دلیل سے رد کریں نہ کہ حدیث کو ہی رد کرنے پر اتر آئیں۔ اور اس کی طباعت پر معترض ہوں۔ علمی و تحقیقی میدان میں یہ غیر علمی باتیں مناسب نہیں۔ بہر کیف اس ملک میں ہر شخص کو آزادیٔ اظہار رائے کا حق حاصل ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم؟

بعض لوگ شکایت کرتے ہیں کہ آپ کے مجلّہ کے فلاں مضمون کا فلاں جملہ فلاں عقیدہ و نظریہ کے خلاف ہے۔ ہم ان سے عرض کرتے ہیں کہ یہ لکھنے والے کی رائے ہو سکتی ہے مگر وہ اصرار کرتے ہیں کہ نہیں صاحب آپ اس کی وضاحت کریں۔ جبکہ ہم اپنی طرف سے وضاحت پہلے ہی جلی حروف سے مجلّہ کے ہر شمارہ کے فرسٹ پیج پر شائع کرتے ہیں کہ

"مجلسِ ادارت کا مقالہ نگاروں کے موقف سے اتفاق ضروری نہیں"

مگر شاید بعض لوگوں کو لوحِ مجلّہ پر یہ نوٹ نظر نہیں آتا یا وہ اسے دیکھ کر چمگادڑ کی طرح آنکھیں بند کر لیتے ہیں اور خواہ مخواہ مقالہ نگاروں کی رائے کو ہمارے کھاتے میں ڈالنے پر تلے رہتے ہیں۔ اس پر اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم.............. چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ایسے نابیناؤں کو اللہ ہی سمجھے۔ ہم مضمون نگاروں کے نقطۂ نظر دیانت داری و حسنِ ظن کی بنیاد پر شائع